رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

۱- حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔

۲- ۲۶ مئی شام ۷ بجے قریباً چھ سال کے بعد مکرم معظم سید ولی اللہ شاہ صاحب ابن ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مصر و شام سے واپس وارد بلدہ طیبہ قادیان آئے۔ حضرت امیر المومنین نے مع جماعت احمدیہ قادیان سے سڑک کے موڑ تک آپ کا استقبال کیا۔ شاہ صاحب جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل کے ساتھ انجمن انصار اللہ کی طرف سے زبان عربی میں کمال واصل کرنے کے لئے مصر بھیجے گئے۔ جہاں سے شاہ صاحب بیروت اور پھر دمشق الشام چلے گئے۔ آخر کار احباب کی دعائیں انہیں واپس لے آئیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسیح موعودؑ کا ارشاد

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے۔ اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی۔ وہ ہمارے سید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ تا تم درندوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق قادیان

دارالامن و الامان - ۲۹ مئی ۱۹۱۹ء

ہماری گورنمنٹ

(نمبر ۳)

اگر کبھی زمانہ معلوم ہوتو میں اسبات کے کہنے کو تیار ہوں کہ سرزمین ہند ایسے لوگوں کے پیدا کرنے سے ہمیشہ قاصر رہی ہے۔ جو اس کے تمام باشندگان کے لئے اس بھاری ذمہ داری کی خدمت جسکو جہانبانی یا ملک رانی کہتے ہیں۔ کے قابل ہوں۔ کیونکہ جہاں تک تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا کو ہمیشہ اپنی ہندوستانی مخلوق کیواسطے بیرونی ممالک کے بندوں سے انتخاب کرنا پڑا ہے مثلاً نہایت قدیم زمانہ میں ہندوؤں کے بزرگ اور پھر ان کے بعد مسلمان مغربی ممالک سے اس خدمت کے واسطے منتخب ہوئے۔ بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے اس ملک کے اعلے باشندوں سے بہت برا سلوک کیا۔ اس لئے ان سے یہ خدمت چھین گئی۔ اور علی ہذا مسلمانوں نے ہندوؤں سے بدسلوکی کی۔ اور وہ بھی اس قابل ہو رہے لیکن دراصل یہ اعتراض اور اصل حالات سے ناواقفی کا موجب معلوم ہوتی ہیں۔ وہ لوگ ایسی زیادتیاں کرنیوالے نہ تھے۔ اپنے اپنے وقت میں ان لوگوں نے مخلوق خدا کی اچھی خدمت کی۔ البتہ میرے نزدیک ایک غلطی ان سے ضرور ہوئی۔ کہ انہوں نے اپنے علی الرغم کسی کو دنیا میں کو بالکل ترک کر دیا۔ اور بالکل ہندوستان کے ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ہندوستان کی آب و ہوا نے ان کی آیندہ نسلوں پر اپنا اثر کیا۔ اور اس قابل نہ رہے۔ کہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خدا کی اس ذمہ واری کے بوجھ کو اٹھا سکتے۔ ناچار خدا کو ایک ایسی منصف قوم کو منتخب کرنا پڑا۔ جو گذشتہ لوگوں کے حالات سے باخبر اور ایک بات کی اصلیت دجزئیات سے پوری واقف ہے۔ وہ کون۔ یہ

ہماری محسن گورنمنٹ انگلشیہ ادام اللہ برکاتہا

اور جس کے واسطے محض اس کے منصف اور نہایت عقلمند ہونے کی وجہ سے خدا نے یہ مرتبہ کیا کہ اوسکو اتنے بڑے ممالک کی حکومت سپرد کی جاوے۔ کہ جسپر کبھی آفتاب غروب نہو۔ اور اس کی حکومت پر آفتاب کا غروب نہ ہونا ضمناً خدا کی طرف سے آیندہ کے واسطے بطور شگون و پیشگوئی معلوم ہوتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اس حکومت میں کبھی اندھیرا نہیں ہو سکتا اور کہ اس کا آفتاب اقبال ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

عزیزو! تم غور کر سکتے ہو کہ خدا نے اسی گورنمنٹ کے واسطے کیوں ایسا پسند فرمایا ہے کیا خدا کو کسی قوم کے ساتھ ناواجب طرفداری ہے یا کسی کے ساتھ ناجائز دشمنی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ خدا عادل ہے وہ عدل اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ یہ قوم نہایت انصاف پسند ہے اور خدا کی مخلوق کی بھی ہمدرد ہے اسی واسطے خدا نے اتنی بڑی ذمہ داری کی خدمت کے واسطے منتخب فرمایا ہے عزیزو! اگرچہ یہ گورنمنٹ انگلشیہ تمام اقوام عالم کیواسطے ایک نہایت ہی مفید اور بابرکت وجود ہے۔ لیکن ہندوستان کی سرزمین کیواسطے جہاں مختلف الخیال اور مختلف المذاہب لوگ آباد ہیں۔ خصوصیت سے خدا کی نعمت ہے۔

ہندوستان کی جملہ اقوام کو جو کچھ ترقی اور حیثیت اس گورنمنٹ کے ہاتھ میں نصیب ہوئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پہلی گورنمنٹوں کے وقت میں اسکی نظیر بالکل نہیں ملتی اور تمام قوموں کا رخ ترقی کی طرف اس سرعت سے ہو رہا ہے کہ اس کو دیکھ کر بے اختیار اس گورنمنٹ انگلشیہ کے حق میں دعائیہ کلمات نکلتے ہیں کہ خداوندا تو اپنی اس نعمت کو ہندوستان اور اسکی مخلوق پر تا قیامت امن و امان سے رکھ اور اسکے دشمنوں کو اپنے ارادوں میں ناکام رکھ۔

برکات گورنمنٹ

اگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی ان تمام برکات کا ذکر کرنا چاہیں جو اسکے طفیل تمام اقوام عالم اور خصوصاً ہندوستان کے لوگوں کو نصیب ہوئی ہیں تو انکے واسطے بہت سی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں مختصر انہیں سے بعض باتوں کا ذکر اسجگہ کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ اول آدمی کو انسان بننے کے لئے سب سے بڑی چیز جسکی ضرورت ہے وہ علم ہے۔ جسکی بابت ہندوؤں کا دعوی ہے کہ وہ ایک قدیمی اور علم دوست قوم ہے اور مسلمان بھی کہتے ہیں کہ طلبہ العلم علی کل مسلم و مسلمۃ۔ لیکن انصاف سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے سرزمین ہند میں آنے سے پیشتر ہندوؤں کی علمیت کا جو کچھ حال تھا۔ بقول زمانہ حال کے آریہ لوگوں کے وہ اسبات سے عیان ہے کہ فہم سے پہانتک لاعلم ہو چکے تھے کہ آج وید مقدس جسکو آریہ لوگ سرچشمہ توحید بیان کرنے لگ گئے ہیں اس مقدس کتاب کو اس زمانہ کے ہندوؤں نے مورتی پوجن اور بہت سی بت پرستیوں کا منبع بنا رکھا تھا۔ اور جو زبان سنسکرت کہ کسی وقت آریہ ورت کی مادری زبان تھی اس کا جاننے والا سوائے معدودے چند برہمنوں کے کوئی شخص اسقدر وسیع ملک ہند میں ملنا محال تھا اور قریباً تمام ملک ہند میں مقدس ویدوں کا وجود ہی مفقود ہو چکا تھا۔ اور مسلمان بزرگوں کا باوجود اسکے کہ اسلامی حکومت ایک عرصہ دراز تک ہند میں رہی یہ حال تھا کہ بہت سے لوگ اس امر کی حسرت دلمیں لیکر عالم جاودانی کو چل دئے کہ اپنی بعض مذہبی کتابوں کا پڑھنا تو درکنار ان کی زیارت ہی کر لیں آج وہ مذہبی کتابیں اور وید مقدس جنکی زیارت کو ترستے ترستے ہمارے اسلاف چل بسے۔ انگریزوں کے طفیل ہر جگہ مل سکتی ہیں اور بچوں تک کے ان کے عالم فاضل ہونے کا دعوی ہے اور ہر ایک مذہب کے لوگوں نے اپنے عقائد مذہبی میں ایک بہت بڑی حد تک ترقی کر لی اور دن بدن اس کی رفتار ترقی پر ہے۔

اور اگرچہ بقول شاتن دھرم والوں کے ویدوں کی رو سے مورتی پوجن جائز اور قدیمی ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وید مقدس کی رو سے کسی زمانہ میں بھی مورتی پوجن ناجائز ہوتی اور قدیم ہندو مورتوں کو برا سمجھتے تو ہندوؤں کے مندر میں جو قدیم سے چلے آتے ہیں۔ تعداد میں نہ بنائی جاتیں اور نہ ان کا

+ باقی آئندہ پرچہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ حبیب ۸۶ء

پھر تازہ ہُوا جوشِ جنونِ فصلِ گل آئی
پھر شوق ہُوا سلسلہ جنبانِ تمنا

پھر سر ہے مرا اور وہی سودائے محبت
پھر دل ہے مرا اور وہی طوفانِ تمنا

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد انسان برزخی قبر میں جاتا ہے لیکن اس ظاہری قبر سے بھی ایک مجہول الکنہ تعلق ضرور ہے۔ اسی طرح پر تو میرا ایمان ہے۔ کہ کسی بزرگ کے یوم الوفات میں عرس وغیرہ ایک بدعت ہے (بلکہ میرے نزدیک تو یہ جو ایسے موقعہ پر اخبارات والے ایک خاص نمبر نکالتے ہیں۔ اور اس کا نام بھی نمبر۔ رسول نمبر رکھتے ہیں۔ یہ بھی اسی عرس والی بدعت کی ایک نئی شکل ہے۔ اسی لئے جب الحکم نے ایکبار ایسا نمبر نکالنا چاہا تو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں میں نے اس کی مخالفت کی تھی) لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا شاید میرے ساتھ ہی خاص ہو۔ کہ سال کے جس ہفتے میں میرے محبوب و مطاع کی وفات ہوئی ہے۔ اسمیں وہ پہلے سے بڑھ کر یاد آتے ہیں۔ اور جانے کیا بات ہے اس سال تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دل میں کوئی زخم تھا جسے ٹھنکے لگنے لگ گئے تھے۔ اور اب ٹھنکے یک دم اُدھڑ گئے ہیں۔ اسوقت میری آنکھوں کے سامنے وہ وقت ہے۔ جب لاہور جانے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ کسی یکے اس احمدیہ چوک میں حاضر تھے۔ جو ۵ بجے صبح ہمیں معلوم ہُوا کہ چار بجے الہام ہُوا ہے۔ مباش ایمن از بازیٔ روزگار۔ اس لئے ارادہ سفر ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن یہ التواء ایک روز کے لئے ہُوا۔ اور حضرت اقدس دوسرے روز روانہ ہو گئے۔ اکثر برگزیدہ اصحاب ہمراہ تھے۔ خاکسار اکیارچ بدر تھا۔ پہلے تو کچھ حوصلہ رکھا۔ لیکن آخر ضبط نہ ہو سکا۔ اور ایک غزل کہی گئی۔ جس کے بعض شعر یہ ہیں:-

صفحۂ ارض پہ زریں ہے نشان لاہور
بڑھ گئی چرخِ چہارم سے بھی شان لاہور

شبِ تاریک ترا ازل میں وہ ماہ کامل
کر رہا ہے خوب ہے تنویرِ جہانِ لاہور

صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا
نظر آیا نہ مگر ماہِ زمانِ لاہور

ترے مہجور مہاجر ہیں نہایت مضطر
دیکھنا چاہتے ہیں وہ بھی مکان لاہور

تیر پر تیر جدائی کے چلے آتے ہیں
کھچ گئی میرے لئے کیسی سنان لاہور

آہ! یہ شعر اس وقت تو کسی اور خیال میں کہا گیا تھا۔ مگر اب وافعات نے اس کے معنوں کو کچھ اور بھی وسیع کر دیا ہے۔ اسی غزل کا مقطع ہے

اپنے اکمل کو بلا لیجئے جلدی مولا
ہر گھڑی جسکی زبان پر ہے بیان لاہور

جب یہ غزل اخبار بدر میں چھپ کر لاہور پہنچی۔ تو مجھے حضرت مفتی صاحب نے تار دیا کہ آپ لاہور چلے آئیں چنانچہ میں بہ جناح استعجال لاہور پہنچا اور معلوم ہوا کہ یہ نظم حضور میں پیش کی گئی تھی۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ انہیں بُلا لیا جائے۔ میں وہاں گیا تو احمدیہ بلڈنگس ایک نقشہ نظر آیا۔ عجیب چہل پہل تھی ؎

ہم میں مسیح پاک تھا جس کا عدو ہلاک تھا
ہائے وہ راتیں اور دن جس پہ علی محمدؐ

یہ معلوم ہونے پر کہ حضرت اقدس ؑ ابھی کئی دن ٹھہریں گے اخبار بدر کا ڈیکلریشن لاہور ہی میں پنجاب سماچار کے کارندہ کی معرفت دیا گیا۔ ان دنوں میں اس قسم کی مشکلات نہ تھیں۔ ایک ہی دن میں منظوری ہو گئی۔ قادیان سے دفتر ضروری رجسٹر منگوا لئے گئے۔ منشی محمد حسین کاتب بالقابہ بھی پہنچ گیا۔ اور بدر لکھا جانے لگا۔ مسٹر فضل حسین بیرسٹر اور ایک اور بیرسٹر جب ملاقات کو آئے۔ تو حضرت مسیح موعود نہایت سادگی سے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کے مکانوں کے درمیان جو گلی ہے۔ اسی کے سرے پر ایک کھری چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اور ان کے سوالات کا جواب دیتے رہے۔ اور وہ ڈائری میں نے لکھی۔ حضرت اقدس پیغام صلح ایک لیکچر لکھ رہے تھے۔ عصر کی نماز میں جب تشریف لائے۔ تو فرمایا مجھے دست بھی آ رہے ہیں۔ مگر رسالہ برابر لکھا جا رہا ہے۔ کام بند نہیں کیا اور اب قریب الختم ہے۔ اس روز یا اس سے ایک روز پہلے میرا ماموں زاد بھائی عزیز رشید احمد گورداسپور سے آیا اور اس نے بیعت کی۔ اور مجھے عرض کیا کہ اس یتیم کی والدہ کی استدعا ہے کہ حضور اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیریں اور برکت دیں۔ چنانچہ آپ نے میری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی آخری انسان ہے۔ جس نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس رات میں اور منشی صاحب سیر کو نکلے تو کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ بہت رات گئی واپس آئے۔ آکر لیٹنا ہی چاہتے تھے۔ جو مفتی صاحب مجھے پوچھا کہ کیا وقت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تین بجے ہیں۔ کہنے لگے۔ اب کیا سونا ہے۔ نماز (تہجد) ہی پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ اسی قسم کی کچھ گفتگو ہو رہی تھی۔ جو ایک شخص آیا۔ اور مفتی صاحب سے کہ حضرت اقدس بلاتے ہیں۔ مفتی صاحب فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مجھ سے کچھ کاغذ طلب کیا۔ اور کہنے لگے کوئی الہام ہوا ہوگا۔ کچھ دیر بعد اذان فجر سے پہلے معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت بہت سخت علیل ہے۔ دعا کرنی چاہیئے۔ ہم لوگ دعاؤں میں لگ گئے۔ جب دن چڑھ گیا تو ایک بار مفتی صاحب تشریف لائے اور مجھے کہا کہ آپ اخبار جانا ہے۔ پنجاب سماچار کے دفتر میں جا کر انہیں تاکید کروں کہ جلد سے جلد چھاپ کر دو۔ وہاں سے واپس آیا تو سب پر اداسی چھا رہی تھی۔ میں جب پوچھتا ہوں۔ حضور کا کیا حال ہے وہ بجز جواب دے آگے بڑھ جاتا۔ حضرت مفتی صاحب نظر آئے۔ ان سے پوچھا۔ حضور کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ نے مجھے اخبار کی طرف بھیجا۔ انہوں نے میرا بازو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس کمرے میں حضور (آہ! مجھے کیا کہنا چاہیئے.. .....) تھے.. وہاں پلنگ کے پاس کھڑا کر دیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ چہرۂ مبارک پر نور برس رہا تھا۔ اور آنکھیں وہ سرخی کی جھلک بھی تھی۔ آگے بڑھ کر جبین مبارک کے ایک بوسہ دیا۔ اور پھر اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا؟ کسی نے میرے کندھے کو ہلا کر کہا اب آپ جائیں۔ میں باہر نکل آیا۔ دنیا میری نظروں میں تیرہ و تار تھی۔ اس کمرے میں آیا۔ جہاں ہم رہتے تھے۔ جی بھر آیا اور بے اختیار بچوں کی طرح بلند آواز سے رونا شروع کیا۔ میر مہدی حسین صاحب مرحوم کو میری یہ حالت ناگوار معلوم ہوئی۔ انھوں نے مجھے ٹوکا۔ مگر مفتی صاحب نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں دل کا بخار نکل جانے دو۔ تھوڑی دیر بعد میری طبیعت میں سکون آگیا۔ اور عجب اطمینان کی حالت ہو گئی میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ بوجہ غلبۂ محبت وفات بے وقت معلوم ہوتی ہے مگر الحمد للہ کہ میرا ایمان کے مسیح موعود پر آگے سے بھی بڑھ کر ہے۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے باہر کے دوستوں کو خطوط لکھنے شروع کئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے اخبار دئے۔ مگر تار پر بہت کم دوستوں نے اعتبار کیا۔ تین بجے کے قریب تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ دس بجے سے لے کر دو ڈھائی بجے تک لاہور والوں نے ہم سے کیا سلوک کیا۔ اور کیا کیا سوانگ رچائے۔ یہ پھر کبھی بتاؤنگا ہر سڑک پر اوباشوں کا مجمع دیکھتے تھے۔ ان کی گالیاں خلود در طعن آمیز آوازے سنتے تھے۔ اور کچھ نہ کہتے ایک تھے۔ البتہ تھوڑی دیر بعد پولیس نے اگرچہ اچھا انتظام علی الرغم دیا جس سے ہجوم رک گیا۔ جب جنازہ جا رہا تھا ہندوؤں نے ایسی ایسی حرکات کیں جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دانستہ ان کے لئے کسی مصلح کی ضرورت ہے۔ البتہ دو شریف ہندو میں نے دیکھا کہ ادب سے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ اور پھر افسوس کرتے ہوئے ہمارے گذر جانے کے بعد اپنی جگہ سے چلے۔ سٹیشن پر پہونچے۔ کئی دوست سوار ہو گئے۔ مگر میں رہ گیا۔ مفتی صاحب کو خدا جزا خیر دے۔ ایک دوست کو بھیجا کہ وہ میرے ساتھ دوسری گاڑی پر آئے۔ جو اس گاڑی کہ جس میں جنازہ تھا۔ امرت سر آئی۔ رات بٹالہ پہونچے۔ اور صبح ۲۷ مئی قادیان اس کی مفصل کیفیت پھر کبھی لکھیں گے۔ اسوقت قلم ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔

چند اشعار ہیں جو میری زبان پر ہیں :-

دل میں اب تک ہے عیش وصل کی یاد
لب پہ ہے شوق کا ترانہ ہنوز

آہ وہ ماجرائے راز و نیاز
جس کا باقی ہے اک فسانہ ہنوز

عشق تھا۔ بارباب خدمت حسن
ہم کو یاد ہے وہ زمانہ ہنوز

اپنے مسیح کا۔

اکمل عفا اللہ عنہ - ۲۶ مئی ۱۹۱۹ء

خیر مقدم

مبارک ہو ولی اللہ شاہ دار الامان آئے
مسیحا کے یہ خادم کامیاب و کامراں آئے

یہ مقصد تھا زباں قرآں کی اپنی زباں ہو جائے
خدا کا شکر ہے رطب اللسان عذب البیاں آئے

فصاحت ناز کرتی ہے بلاغت صدقے ہوتی ہے
کہ ہو کر فاضل علام۔ بکمالے زباں آئے

وہاں تبلیغ بھی کی سلسلہ کی شوق بیحد سے
مسیح ہند کا دے کر انہیں نام و نشاں آئے

غرض محمود کے انصار سے جو بھی کہیں جائے
بہ فضل حق مظفر شاد کام و شادماں آئے

مفید عصر تعلیمی مآرب میں ہوں اے اکمل
دمشق و مصر سے ہو کر جو سوئے قادیاں آئے

شکریہ

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز امام شتافی احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کو دوبارہ زندگی اور صحت عطا فرمائی۔ یہ میرا بچہ اسقدر بخار مہلک میں مبتلا ہوا تھا۔ کہ بظاہر کوئی امید زیست نظر نہ آتی تھی۔ مگر خدا بھی وہ وراء الوریٰ مقتدر ہستی ہے کہ جسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں اس قادر توانا نے دعاؤں کو قبول فرمایا اور صحت عطا فرما کر اپنی قدرت کا ثبوت دیا۔ الحمد للہ علےٰ احسانہ۔ یہ بچہ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۹ء جلسہ سالانہ کے دن بیمار ہوا۔ نو دن ایک بخار رہ کر اترا۔ ۲۳۔ مارچ سے یکم اپریل تک تندرست رہا۔ پھر دوسرا خطرناک حملہ ۲۔ اپریل کو ہوا۔ جو پورے چالیس دن تک ۱۰۴۔ ۱۰۵ درجہ کا بخار رہ کر ۱۲ مئی ۱۹۱۹ء کو خدا نے صحت دی۔ اب ضعف ہے انشاء اللہ اس سے بھی خدا صحت عطا فرماوے گا۔ میرے اس بچہ کی بیماری میں میرے آقا اور مولا سیدنا امیر المومنین فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے خاص توجہ سے دعائیں کیں اور اپنی دعاؤں سے اس بچہ کو زندگی دلوائی۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے دوائیں بنا بنا کر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے مشورہ سے عطا فرمائیں اور ہمارے اور اپنے غلاموں کے حال پر نظر ترحم فرمایا۔ والا آج یہی ایک فرد واحد ہے جس کا اسم گرامی بشیر الدین محمود احمد ہے۔ (ایدہ اللہ الصمد) میں اپنے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمن صاحب اور مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا بھی خاص طور پر شکر گذار ہوں۔ جنھوں نے خاص توجہ سے اس بچہ کا علاج کیا اور ہمیشہ ہر روز اسکو دیکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انکی جزا خیر دین و دنیا میں ان کو عطا فرماوے۔ آمین۔ میں ان احباب کا بھی تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ جنھوں نے اس بچہ کی بیماری میں متواتر خطوط دریافت حال کے لکھے اور دلی خلوص سے صحت کے واسطے دعائیں کیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اب میں اس صحت یابی کی خوشی میں جو کہ اس ہفتہ میں عزیز سلمہ کو عسل صحت دیا گیا ہے۔ دو پرچے اخبار فاروق کے مفت دو ایسے غیر مستطیع غیر احمدیوں کے نام کرنا چاہتا ہوں۔ جو

اخبار فاروق میں آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب کے خلاف ہونے والی اشتہار کی اشاعت سے متعلق ہے۔ جلد ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کے سوانحعمری

نمبر (۲)

آج ۱۶ ار مئی ۱۹۱۹ء جب میں جمعہ کی نماز کے لئے مسجد اقصےٰ میں پہونچا۔ تو ابھی تک پہلی اذان بھی نہیں ہوئی تھی۔ اتنے میں حضرت منشی روڑے خان صاحب پنشنر تحصیلدار (جن کا ذکر میں اپنے مضمون نمبر ۱ میں کر چکا ہوں) اپنی مستانہ حالت میں تشریف لائے۔ آتے ہی مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور مختلف باتیں کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے کہا کہ بابا (میں حضرت منشی صاحب موصوف کو اسی طرح مخاطب کیا کرتا ہوں کیونکہ آپ مجھ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ اس لئے رسمی تکلفات درمیان سے اٹھ گئے ہیں) آپ میرے مقروض ہیں۔ قرضہ ادا کیجئے۔ ہنس کر فرمایا کہ پٹھان ہو دیکھنا پٹھانوں والا قرضہ نہ نکال لینا۔ (اس پر ہم دونوں ہنس پڑے) پھر کہا وہ کیا۔ فرمایا کہ ایک جگہ منڈی میں گیہوں فروخت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک پٹھان فقیر پاس سے گذرتا ہوا اس گیہوں کے ڈھیر کے پاس ٹھہر گیا۔ اور گیہوں کی دانہ اٹھا کر اسکے دو ٹکڑے کئے۔ انمیں سے ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس بنئے کے ڈھیر میں پھینک کر بنئے کو کہنے لگا کہ بابا ہمارا بھی آدھا گیہوں اپنی بہی پر لکھ لو۔ بنئے نے دیکھا کہ فقیر معمر ہے اس نے قلم اٹھا کر اپنی بہی میں لکھ لیا۔ کچھ عرصہ بعد پٹھان آیا کہ لالہ جی! نکالو اپنی بہی اور دو ہماری نصف گیہوں ہنستے ہوئے کہا بابا میرا قرضہ اس قسم کا نہیں میرا قرض جو آپ کے ذمہ ہے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود کی باتیں اور حالات ہیں۔ جو آپ کو معلوم ہیں۔

میرا یہ کہنا تھا کہ ان پر ایک خاص قسم کی حالت طاری ہو گئی (جو اکثر حضرت مسیح موعود کے ذکر کے وقت ان پر طاری ہو جایا کرتی تھی) آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا کہ آج جیسے حالات پیش آ رہے ہیں اور اسکے (حضرت منشی صاحب اکثر حضرت مسیح موعود کو ضمیر واحد غائب سے ہی یاد کیا کرتے ہیں یہ استعمال محبت سے ہے) نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ اگر ان کو وقت ہوتا۔ اگر اس کے پاس لعل و جواہر کے بھرے ہوئے خزانے ہوتے۔ تو وہ ان کو ان خدائی نشانات کے ظہور کی خوشی میں خدا کی راہ میں لٹا دیتا۔

آپ نے فرمایا۔ جب آپ کا کوئی نشان ظاہر ہوتا تھا۔ اور خدا کی وحی پوری ہوتی تھی۔ تو آپ اسقدر خوش ہوتے تھے۔ جس کی انتہا نہیں۔ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر صدقہ کرتے اور خیرات تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

پھر کہا میں نے خود تو نہیں کسی دوست سے سنا ہے کہ بیوی صاحبہ (حضرت ام المومنین) دعائیں کیا کرتی تھیں کہ خدایا حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں پوری ہوں اور جلد پوری ہوں۔ اگر مجھے تکلیف ہوگی تو میں خوشی سے اس کو برداشت کروں گی۔

راقم کہتا ہے کہ علاوہ حضرت منشی صاحب کے بعض اور ذرائع سے بھی خاکسار نے سنا ہے۔ کہ حضرت ام المومنین نے بعض خاص پیشگوئیوں کے متعلق خود دعائیں کیں۔ اور خدا کے حضور التجائیں کیں کہ اے الٰہ العالمین تیرے مسیح موعود کی پیشگوئیاں پوری ہوں۔ اگر بعد میں مجھے کوئی دقت بھی ہو تو میں اس خوشی میں کہ خدایا تیرا کلام اور تیرے نبی کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ خوشی سے اس دقت و تکلیف کو برداشت کروں گی۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت ام المومنین میں جب قدرت نے پہلے سے ہی یہ خوبیاں رکھی تھیں جبھی تو خدا نے حضرت مسیح موعود کو اس شادی کی خاص بشارت دی اور ام المومنین کو حضرت ام المومنین خدیجہ سے مشابہت دی گئی۔

اسی سلسلہ کلام میں حضرت منشی صاحب نے فرمایا کہ جن دنوں حضرت اقدس اور حضور کے خدام بٹالہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہی دنوں میں ملک میں پلیگ بھوٹی اور زور سے پھوٹی حضرت خلیفۂ اول مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک شب ان کی اہلیہ (زوجہ محترمہ) نے کہا کہ رات زیادہ گئی ہے۔ آپ آرام کریں۔ آپ نے فرمایا تم جاؤ اور جاکر دیکھو کہ میرا مرشد کس حال میں ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی بیوی گئیں اور دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں ہیں۔ واپس آکر عرض کیا تو آپ نے فرمایا مرزا تو اتنی رات تک سجدے میں پڑا ہو اور میں لیٹ جاؤں؟ اسی طرح تین چار دفعہ ہوا کہ حضرت مولوی صاحب کی بیوی گئیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو سجدہ میں ہی پایا۔

پھر حضرت منشی صاحب نے کہا کہ وہ الہام جو بیت الدعا کے پاس ہے۔ رات کے وقت اکثر ہم نے خود حضرت مسیح موعود کو دعا کرتے ہوئے نہایت جوش کی حالت میں اللہ اللہ کہتے سنا ہے۔

دوستو! حضرت مسیح موعود نے جو "حجۃ اللہ" میں فرمایا ہے کہ ؎

بناطم بدرش ز انساں کہ نالد
بوقت دضع حمل بار دارے

یہ حال ہے یہ حقیقت ہے۔ محض شعر اور قول نہیں

پھر فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ بیت الدعا میں کیا کیا دعائیں لکھی ہوئی تھیں تو تمہیں معلوم ہوں کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے۔

خاکسار

مہر محمد خان شہاب احمدی قادیان دارالامان

۱۶ ار مئی ۱۹۱۹ء

درخواست دعا۔ حاجی عبدالقدیر صاحب احمدی شاہجہانپوری کے صاحبزادے بزرگ حاجی عبدالقدوس صاحب عرصہ سے علیل ہیں۔ دوست درد دل سے دعا فرمائیں کہ عزیز برادر کو جلد سے جلد صحت کلی مرحمت فرماوے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۸۶

خواتین اسلام

میدان جنگ سے جن مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے انمیں سے بعض بعض مدینہ کے قریب تک پہونچ گئے ایک صحابیہ جن کا نام ام ایمن تھا۔ مدینہ سے مشرک لیکر احد کی طرف آرہی تھیں کہ مسلمانوں کو پانی پلائیں۔ دیکھا کہ لوگ بھاگے آرہے ہیں۔ کیفیت پوچھی۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ام ایمن نے زور سے چلا کر ان کو ڈانٹا اور مٹھی میں خاک بھر ان کی طرف پھینکی۔ اور کہا کہ رسول اللہ کو چھوڑ کر تم لوگ کس منہ سے یہاں چلے آئے۔ مرد بنے ہو۔ لو۔ یہ ہماری چوڑیاں پہنو گھر کا چولھا چکی سنبھالو۔ اور اپنی تلواریں ہم کو دیدو۔ ہم جاکر لڑیں۔ ان کے ان کہنے سے وہ حضرت کے مسلمان پلٹے اُدھر یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم محفوظ ہیں۔ اب ان کی ٹوٹی ہوئی ہمت پھر بندھی۔ اور میدان میں جم گئے۔ ظہر کے وقت لڑائی ختم ہو گئی۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ آپ پہاڑ پر گئے۔ وہاں نماز پڑھائی پھر مدینے کی طرف روانہ ہوئے ؛

(۲)

ایک اور صحابیہ کا حال سنیئے۔ مدینہ میں جب آنحضرتؐ کے شہید ہو جانے کی خبر اڑی۔ تو وہ رنج و غم سے بے تاب ہو کر گھر سے نکل کھڑی ہوئیں۔ دونو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور گرتی پڑتی احد کی طرف چلی جا رہی تھیں۔ راستہ میں ایک شتر سوار ملا۔ دور کو اس سے پوچھا کہ کیا خبر ہے؟ اس نے کہا کہ خیریت ہے لیکن تمہارا باپ۔ بیٹا۔ شوہر۔ تینوں شہید ہو گئے انھوں نے کہا اور رسول اللہ؟ کہا کہ وہ ٹیلہ کے پاس دیکھو فوج کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑیں اور کہا کہ جب رسول اللہ زندہ ہیں تو ہم کو کسی کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے شہادت عطا فرمائے

(۳)

حضور کو ام عمارہ کا بڑا خیال تھا۔ آنے کے ساتھ ہی عبداللہ بن کعب کو ان کے دیکھنے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا اب حالت اچھی ہے۔ زخم مہلک نہیں ہے۔ تب آپ کو اطمینان ہوا۔ پورے ایک سال تک علاج کرنے کے بعد یہ زخم اچھا ہوا۔

بالاتفاق تمام مؤرخ لکھتے ہیں کہ واقعہ حدیبیہ خیبر اور حنین کی لڑائیوں میں بھی ام عمارہ آنحضرتؐ کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ لیکن مجھ کو اب تک کسی کتاب سے ان لڑائیوں میں ان کے کارناموں کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ جنگ یمامہ کا حال جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ لکھتا ہوں :-

اہل یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ایک نہایت زبردست اور بڑا جابر شخص تھا پہلے تو مسلمان ہوا۔ لیکن پھر دنیا کے لالچ میں مرتد ہو گیا۔ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد اس نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی۔ اس کا قبیلہ بہت بڑا تھا۔ لڑنیوالے تقریباً چالیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے اپنی اس قوت کے گھمنڈ میں آکر نبوت کا دعوی کر دیا۔ اور سب سے اپنے آپ کو نبی کہلانا شروع کیا جو نہ کہتا اسکو طرح طرح کی سزائیں دیتا۔

حضرت ام عمارہ کے بیٹے حبیب عمان سے مدینہ شریف کو آرہے تھے۔ مسیلمہ نے راستے سے انکو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلعم) اللہ کے رسول ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا نہیں۔ گواہی دو کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ تب اس نے ان کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر یہی سوال کیا۔ انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ الغرض پھر پاؤں کاٹے رانیں کاٹ ڈالیں۔ لیکن انہوں نے اس کذاب کی نبوۃ کا اقرار نہ کیا۔ اور جان دے دی۔ حضرت ام عمارہ نے جب یہ واقعہ سنا تو کلیجہ تھام کے رہ گئیں۔ اور اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اگر مسلمانوں نے لشکر کشی کی تو اس مرتد ظالم کو میں انشاء اللہ خود اپنی تلوار سے جہنم رسید کرونگی ؛

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ نے جب مسیلمہ کذاب کے حالات سنے تو حضرت خالد بن ولید کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ام عمارہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئیں۔ اور ان سے اجازت چاہی کہ اس لڑائی میں مجھے بھی جانے دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری بہادری اور جرأت بہت اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ اسلئے تم سے جاؤ ہم تم کو روک نہیں سکتے۔ مسیلمہ کذاب نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ قدم قدم پر لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ اور آٹھ نو ہزار کافر مارے گئے۔ اس کش مکش اور ہنگامہ میں حضرت ام عمارہ نے اپنی نگاہ کے سامنے مسیلمہ کو دیکھ لیا۔ جنگی بہادروں کو اپنے سامنے سے ہٹاتی بھیڑ چیر کی نوک اور تلوار کی دھار سے اپنا راستہ نکالتی ہوئی خنجر کی طرح فوج میں گھستی چلی جا رہی تھی۔ نیزے اور تلوار کے گیارہ زخم لگے۔ اور جب مسیلمہ کے بالکل قریب پہونچ گئیں تو کلائی پر سے ایک ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن مطلق پرواہ نہ کی۔ اور آگے بڑھی تھیں کہ مسیلمہ پر وار کریں۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ ایک دم سے اسپر دو تلواریں پڑیں اور وہ کٹ کر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ انہوں نے دیکھا تو ان کا (باقی)

بیٹے عبداللہ کھڑے ہیں۔ پوچھا کہ تو نے اسکو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک تلوار میری پڑی ہے۔ دوسری وحشی کی۔ (یہ وحشی وہ ہے جس نے اپنی کفر کی حالت میں جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا) اب معلوم نہیں کہ کس کے وار سے وہ مرا ہے۔ یہ دیکھ کر ام عمارہ اسی وقت سجدہ میں گر گئیں اور اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا ؛

زخموں کی وجہ سے اور خاصکر ہاتھ کے کٹ جانے سے وہ کمزور ہو گئی تھیں۔ حضرت خالد جو فوج کے سردار تھے اور جن کی بہادری ضرب المثل ہے وہ ام عمارہ کی شجاعت اور بزرگی کی وجہ سے ان کا بڑا ادب کرتے تھے۔ انہوں نے ان کے زخموں کے علاج اور تیمارداری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا چنانچہ حضرت ام عمارہ نے بعد میں کمال شکر گذاری کے ساتھ خالد کی تعریف کی۔ کہ وہ نہایت ہمدرد شریف النفس اور

... سردار فوج تھے۔ انھوں نے بہت تیمارداری کی ہے ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

أبلغكم رسالات ربي وأنا لكم ناصح امين

التبليغ

جس کا دوسرا نام ہے

تحفہ شاہجہانپور

ایک شاہجہانپوری دوست کو خصوصی بلاغ اور طالبان حق کو تبلیغ عام

(۳)

میں سمجھتا ہوں۔ آیت زیر بحث کے لئے کافی لکھا جا چکا اسلئے اب میں کہتا ہوں کہ وفات مسیح کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل اور آپ کے دعویٰ کے براہین پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں بھی کچھ دلائل حوالہ قلم کرتا۔ لیکن اس کے لئے میں آپکی خدمت میں ایک پرچہ ریویو آف ریلیجنز ارسال کرتا ہوں۔ جسمیں "البشارت" کے عنوان سے ایک مضمون ہے۔ جسمیں آیات قرآن کی روشنی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کی طرف رہبری کی گئی ہے۔ پھر اگر خشیت الٰہی رکھنے والا دل ہے تو اسے حضور مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خلفاء و علماء کی تصانیف تحقیق کے لئے کافی و وافی ہیں۔

ہاں یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی مامور کے آنے پر یک لخت ساری دنیا نے اسے قبول کر لیا ہو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان ہادی ہمارے آقا حضور سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آج ساری دنیا نے قبول نہیں۔ لاکھوں کروڑوں یہود و نصاریٰ برہمو۔ ہندو۔ آریہ۔ آپ کی صداقت کے قائل نہیں تو کیا کسی کے نہ تسلیم کرنے سے واقعہ اور حقیقت پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔ اور معاذ اللہ حضور کی صداقت میں کچھ شبہ کیا جا سکتا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر ساری دنیا نے قبول نہیں کیا تو کیا آپ کی صداقت میں کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

پس متقی آدمی کو ضرور ہے کہ صبر کے ساتھ غور و تحقیق میں لگ جائے۔ اور خدا تعالےٰ سے دعائیں بھی بہت کرے تاکہ خدا کا تفضل اسکے شامل حال ہو اور اسے خدا کی رضا کی سچی اور سیدھی راہ ملجائے۔ اور وہ اولئک علےٰ ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون کا مصداق ٹھہرے۔ اور ان کی دنیاوی زندگی آخرت کے لئے ایک مفید زندگی ثابت ہو۔ کیونکہ یہ بالکل درست کہا گیا کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہاں جو بوئے وہی کاٹے۔ اور کہا گیا ہے۔ من دخل القبر بلا زاد فکمن رکب البحر بلا سفینۃ جو بغیر زاد راہ یعنے عمل کے بغیر قبر میں داخل ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی بلا کشتی کے دریا پر سوار ہو جس کا نتیجہ غرق آب ہونا ہے۔ پس ہوشیار اور دانا آدمی کو لازم ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد کے موافق نہایت ہوشیاری سے کام کرے کیونکہ الکیل من دان نفسہ و عمل لما بعد الموت عقلمند اور چالاک وہی ہے۔ جو اپنے نفس میں دیانت کا استعمال کرے اور بعد موت کے لئے کچھ کر لے۔ کیونکہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پیام اجل کس وقت آئے اور کب یہ شخص دنیا سے اٹھا لیا جائے۔ پس میں آپ سے پھر یہی کہتا ہوں۔ کہ آپ خدا سے ڈر کر محض خیر و عافیت کے لئے ذرا سوچیں اور غور فرمائیں اور کوشش صادق اور سعی کامل کے ساتھ تجسس کریں کہ چودھویں صدی میں آنیوالے مصلح و مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کہاں تک خدا کی رضا اور اس کے حکم کے ماتحت ہیں۔

اب میں اس خط کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند رب العزت اپنے حبیب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو اس آسمانی نور سے حصہ دے۔ جس سے ہمیں حصہ دیا ہے اور اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات ہمیں اور آپ کو اور تمام اہل اسلام کو عنایت فرماوے اور دین اسلام کا سچا اور مخلص خادم بنائے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے آل اصحاب اور آپ کے مظاہر جمال اور دیدار کمال کی محبت سے ہماری جانوں کو مسرور اور دلوں کو شاد کام رکھے۔ اور اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ اور اسی پر حشر کے دن اٹھائے۔ آمین یارب العالمین

وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و احمد علےٰ آلہ و اصحابہ و اولیائہ محبتہ و مطیعہ و بارک وسلم۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین +

خادم مکرم۔ ابو محمد محفوظ الحق قلمی احمدی عفی عنہ

نظم

راہبر اپنا نہیں بلکہ ہے رہزن اپنا
جان کے پیچھے پڑا ہے تو ہی دشمن اپنا

لطف کے ساتھ گذرتی تھی نہ تھی فکر ذرا
یاد آتا ہے ہمیں آہ! وہ بچپن اپنا

جیتے جی کے ہیں یہ سب یار و عزیز و احباب
نام بھی کوئی نہ لیگا پس مردن اپنا

رو کے کہتے ہیں قفس میں یہ اسیران چمن
چھوڑ صیاد کہ یاد آتا ہے گلشن اپنا

ہم مسافر ہیں ہمیں گھر کی ضرورت کیا ہے
آسماں چھت ہے زمین فرش ہے مسکن اپنا

ہم کو کچھ غم نہیں دشمن ہو زمانہ سارا
کیونکہ اللہ تعالےٰ ہے ہمیں اپنا

سیدھے سادھے سے مسلمان ہیں اللہ کی قسم
بری باتوں سے بہت پاک ہے دامن اپنا

آرزو ہے یہی حسرت ہے تمنا ہے یہی
قادیان میں ہو خداوند ہو مدفن اپنا

سب کا محبوب ہے مطلوب ہے تو اسکا لق گو
شیخ اپنا تجھے کہتے ہیں برہمن اپنا

اب تو جانے میں نہیں ہوتے سامنے حافظ
آنکھ بیمار کی ہے دشمن ایمان اپنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولایتی چٹھی

ہند میں شورش کے متعلق لنڈن میں رزولیوشن

سلسلہ احمدیہ کا ایک جلسہ ۲۳- اپریل ۱۹۱۹ء کو ۴ بجے اسٹار اسٹریٹ ایچ - اے - آر روڈ لنڈن ڈبلیو ٹو میں ہوا - جسمیں دو رزولیوشن پاس ہوئے -

اوّل یہ کہ ہم ہندوستان میں ملکی اور تمدنی اصلاحات کی ضرورت کے قائل ہیں - اور اپنے اہل وطن کے محسوسات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - لیکن جو شورید سری بعض غیر ذمہ وار لوگوں نے بغاوت کے رنگ میں اختیار کی ہے - اسکو ہم نہایت قابل ملامت یقین کرتے ہیں - ایسا طریق نہ صرف احمقانہ ہے بلکہ احکام اسلام قرآن شریف - حدیث پاک اور قانون اسلام کی تشریحات فرمودہ حضرت مجدد اعظم نبی اللہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہونے کے سبب ایک شرعی گناہ ہے - اور ہم امید کرتے ہیں - کہ گورنمنٹ لیڈروں کی امداد کے ساتھ اس شوریدہ سری کو جلد دبانے اور اہل ملک کو اپنی مربیانہ نیک دلی سمجھانے میں کامیاب ہوگی -

دوم - یہ کہ اس رزولیوشن کی نقل بحکام سرکاری اور اخبارات کو بھیجی جاوے -

تشاورت ایک اور معزز خاتون بنام مس نورما ویرا حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی - اس کا اسلامی نام حسینہ رکھا گیا - اللھم زد فزد -

لیکچر گذشتہ ایتوار کو حضرت مفتی صاحب کا لیکچر فلسفہ خواب پر ہوا - اور آئندہ اتوار کو ایک بڑی مشہور سوسائیٹی کے زیر انتظام قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ہوگا - مضمون اس زمانہ کا موعود مسیح احمدؑ ہے - عرب عبدالحی از لنڈن -

شاندار بشارت

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ دن بدن ترقی پر ہے - حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر تین اور معزز لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جنکے پہلے نام مس مے جانسٹن گفنی - مسز کیتھن پی ارس اور مس ایڈتھ گرٹروڈ اولنی ہے - اسلامی نام عزیزہ - فاطمہ اور عنایت رکھے گئے - اللھم زد فزد ہر سہ کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت ارسال کردی گئی ہیں گذشتہ ایتوار کو جناب قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ٹریڈس یونین ہال برکسٹن میں زیر انتظام نشنل الیس سوسائیٹی ہوا - لیکچر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے - جنکے تسلی بخش جوابات دئے گئے -

۲۷- اپریل کو لنڈن میں خوب برفباری ہوئی - موسم ایسا سرد ہو گیا - جیسا دسمبر کا مہینہ - اخباروں سے معلوم ہوا - کہ تمام انگلستان میں اسدن یہی حال تھا -

خاکسار محمد صدیق ماسٹر کلرک از لنڈن

۲۹- اپریل ۱۹۱۹ء

سلسلہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی ۱۰- مئی کی مراسلت میں حضور لفٹننٹ گورنر کی خدمت میں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور انکے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں نہ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے - بلکہ اس لئے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں چند ہی سال ہوئے ہیں کہ دو احمدی مولوی کابل میں بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے - افغانستان کی سرزمین میں مذہبی آزادی ہونی ضروری ہے اور برطانوی حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے - وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لئے کچھ بہتری منظور ہے - اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو -

حضور لفٹننٹ گورنر کے پرائیویٹ سکرٹری نے جواب میں لکھا ہے کہ حضور انور جانتے ہیں کہ گورنمنٹ جس کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے - ضرورت کے وقت آپ کی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے -

(منقول از حق بلیٹین ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء نمبر ۳)

ڈکہ پر لڑائی - غنیم کو سخت شکست

۱۷- مئی کو ہوائی جہازوں نے جلال آباد پر تاخت کیا اور بہت سا نقصان جان ہوا - ڈکہ کے مغرب میں دشمن پر حملہ کیا گیا - اور ایک درّہ علی مسجد کے قریب و جوار میں متحرک ہوا اور غنیم کی جگہ پر قابض ہوا - بعد میں ڈکہ پر دشمن نے ہماری فوج پر سخت حملہ کیا - مگر شدید لڑائی کے بعد اسکو پسپا ہونا پڑا - لڑائی کے قیدیوں پر سوال کرنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ مقام ڈکہ پر دو ہزار سرحدی لشکر جمع ہوا اور ہوائی تاخت میں نقصان جان ۱۲- آدمیوں سے زاید ہوا - اور قریباً دو سو گھوڑے اور دیگر جانور ماری گئے انکی لاشوں کو دریا میں ڈال دیا گیا - امیر حمید خان زادہ کے مکان پر ایک بمب گرا - اور سات آدمی جو امیر کی فوج کے لئے کھانا تیار کر رہے تھے ماری گئے ایک قیدی کا بیان ہے کہ موجودہ لڑائی نے سرحدی فرقوں پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا ہے اور وہ اب لڑائی سے تنگ آ گئے ہیں - سپاہ کا دل شکستہ ہے اور ہوائی جہازوں سے بہت ہی خوف زدہ ہیں - ڈکہ کی تازہ خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا سخت نقصان ہوا ہے صرف ایک مقام پر ہی سو آدمیوں سے زیادہ مقتول ہوئے - ۴ توپیں